www.novelsclubb.com
راہِ سکون
از قلم حفصہ جاوید
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

راہِ سکون

از قلم

حفصہ جاوید

www.novelsclubb.com

راہ سکون۔ قسط نمبر:4

اور وہ تمہیں کیوں پسند نہیں؟ علیزے جنت سے پوچھ رہی تھی۔

کیونکہ وہ ایک سپر سٹار ہے اور جو کام وہ کر رہا ہے وہ گناہ ہے وہ اور اس کا پورا کریزی گروپ غلط کام کر رہا ہے۔ پتہ ہے اللہ نے گانے سننے کو حرام قرار دیا ہے۔ گانے گانا حرام ہے۔ جو لوگ آج گانے سنتے ہیں قیامت کے دن انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا اور ان کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ اور جو گانے گاتے ہیں ان کی زبانیں لمبی کر دی جائیں گی۔ جانتی ہوں پچھلی قوموں پر عذاب کیوں نازل ہوا؟ کیونکہ وہ اللہ کی نافرمانی کرتی تھی۔ اور پھر ہمیں دیکھو کیا ہم اللہ کا حکم مانتے ہیں؟ نہیں ہم بھی اللہ کا حکم نہیں مانتے ہم اپنا دنیا میں آنے کا مقصد بھول چکے ہیں۔ جو اللہ کو راضی کرنا ہے۔ پر پتا ہے ہم کیا کر رہیں ہیں؟ ہم اپنے اعمال سے اللہ کو ناراض اور شیطان کو راضی کر رہیں ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالٰی فرماتے ہیں۔

کہہ دو کہ موت جس سے تم گریز کرتے ہو تمہارے سامنے آکر ہی رہے گی۔ پھر "تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (خدا) کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تمہیں بتائے گا"۔۔(سورت جمعہ، آیت:08)

اب جنت نے تھوڑا توقف کیا۔وہ تھوڑا اونچا بول رہی تھی تاکہ احمد اسے سن لے اور احمد بھی پوری توجہ سے اسے ہی سن رہا تھا۔داؤد بھائی کو کوئی کام تھا تو وہ بتائیں بغیر ہی چلیں گئے۔کام شاید کافی ضروری تھا۔احمد کے سامنے ملازمہ نے جو چائے کے ساتھ جو لوازمات رکھے تھے اب وہ ٹھنڈے ہو چکے تھے۔اور اتنے ہی ٹھنڈے احمد کے اپنے ہاتھ پاؤں ہو رہے تھے جنت کی باتیں سن کر کیونکہ وہ تو تقریباً بھول ہی گئے تھے کہ جو وہ کر رہے ہیں وہ کتنا غلط ہے۔وہ بھول گئے تھے کہ صرف وہ ہی انسان اسلام سے دور نہیں ہوتا جو شراب پیئے زینا کریں یا پھر گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک نہ کریں بلکہ اسلام سے دور تو ہر وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ کی نافرمانی کریں پھر چاہیں وہ کسی بھی کام میں اللہ کی نافرمانی کریں وہ اسلام سے دور ہے۔انہیں لگتا تھا کہ وہ بہت اچھے ہیں گھر والوں کے ساتھ ان کا سلوک بہت اچھا ہے وہ شراب

نہیں پیتے وہ زینا نہیں کرتے تو وہ بہت اچھے ہیں لیکن انہیں یہ نہیں یاد تھا کہ اللہ کی نافرمانی تو وہ بھی کر رہیں ہیں۔اور گناہ تو اس کا بھی ملتا ہے۔اکثر کہانیوں میں دیکھایا جاتا ہے کہ جو لڑکے اسلام سے دور ہیں وہ ضرور شراب پیتے ہیں زینا کرتے ہیں بدتمیز ہوتے ہیں دوسروں کی اور خاص طور پر لڑکیوں کی عزت نہیں کرتے۔اس سے ہوتا یہ ہے کہ یہ جو اسے چھوٹے چھوٹے گناہ کرنے والے نافرمانی کرنے والے لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ان کا گناہ تو گناہ ہی نہیں ہے کیونکہ یہ تو سب کرتے ہیں اور یہ اتنے چھوٹے سے گناہ سے کیا ہوتا ہے؟وہ یہ جان ہی نہیں پاتے کہ اللہ کی نافرمانی تو اللہ کی نافرمانی ہی ہوتی ہے پھر وہ بڑے گناہ کر کے کرو یا چھوٹے۔اصل میں ہم لوگ خود بھی چھوٹے گناہوں کو گناہ نہیں سمجھتے خود کو یہ کہہ کر تسلی دے دیتے ہیں کہ "باقی سب بھی تو یہی کر رہے ہیں ہم نے کر لیا تو کیا ہو گیا؟"پر ہم بھول جاتے ہیں کہ یہ چھوٹے گناہ ہی بڑے گناہوں کو فروغ دیتے ہیں۔سو ہمیں اپنی کہانیوں میں ان چیزوں کو بھی دیکھانا چاہیئے جو حقیقی زندگی میں ہو رہی ہیں کیونکہ حقیقی زندگی میں کوئی اتنا امیر نہیں ہوتا کہ اسے برا بننے کے لیے شراب نوشی

یا زینا ہی کرنا پڑے ہمیں چھوٹے گناہوں کو بھی دیکھنا چاہئے کیونکہ گناہ تو گناہ ہوتا ہے چھوٹا ہو یا بڑا۔ (کہانی کی طرف بڑھتے ہیں)

جنت نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔ دیکھو علیزے جب ہم مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائیں جائیں گے اور اللہ کے سامنے موجود ہوں گے تب ہم کیا کریں گے؟ جب وہ ہم سے سوال کریں گا تو ہمارے پاس جواب نہیں ہو گا تب ہم کیا کریں گے؟؟ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی آخرت کی تیاری کریں جو کام وہ کر رہا ہے وہ بظاہر تو اسے خوشی دے گا مگر اسے دلی سکون کبھی نہیں ملے گا۔ اسے راہ سکون پر آ جانا چاہیے اگر اسے سکون قلب (دلی سکون) چاہیے تو۔ اور راہِ سکون تو صرف اللہ کی طرف کا راستہ ہی ہے۔ بیشک سکون صرف اللہ کی یاد میں ہی ہے۔

علیزے اس کی باتیں سمجھ گئی تھی اسی لیے دوبارہ نہیں بولی اور خود سے عہد کیا کہ اب وہ میوزک سے دور ہی رہے گی۔ احمد پر بھی جنت کی باتوں کا کافی اثر ہوا تھا۔

لیکن وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ وہ کیا کریں؟

تو کیا آپ لوگ بھی میوزک سے دور رہنے کی کوشش کریں گے؟ بتائیے گا ضرور (کمنٹس میں۔

وہ جیسے ہی اندر جانے کے لیے مڑا سامنے کھڑی نتاشا کی نظریں اس پر پڑی اور پھر نظروں کے ذریعے وہ شخص اس کے دل میں اتر گیا۔ وہ سکین کلر کی شرٹ ملبوس اور ساتھ ہی سکین کلر کے پاجامے میں ملبوس تھی بالوں کو پونی ٹیل میں باندھے ڈوپٹے سے عاری لڑکی جو بہت دلکش تھی خوبصورت ہیزل رنگ کی آنکھیں گندمی رنگ اور پر کشش نین نکش وہ بہت تو نہیں پر خوبصورت تھی۔ لیکن اپنے حلیے کی وجہ سے اسامہ کو زہر لگی تھی۔ اسامہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر نظریں پھیر لی۔ جبکہ وہ اس حسین شخص کو اپنا دل دے بیٹھی تھی۔

اسامہ اور علی بہت پرانے دوست ہے اسامہ علی کے انہیں دوستوں میں سے ایک ہے جنکی وجہ سے علی نے اسلام قبول کیا تھا۔ آج اتنی دیر بعد ایک دوسرے کو دیکھ کر وہ دونوں بہت خوش تھے۔ ان کے پاس ایک دوسرے کے نمبر نہیں تھے اس

لیے ان کا ان تین سالوں میں کوئی رابطہ نہیں ہو سکا تھا۔اب ان لوگوں نے ایک دوسرے کے نمبر لے لیے تھے۔دو بچھڑے ہوئے دوست دوبارہ مل گئے تھے۔ "کہیں اپنے بچھڑے ہوئے دوستوں سے ضرور ملتے ویسے ہم کبھی نہ کبھی کہیں نہ ہیں زندگی خود ہی ملوا دیتی ہے اور پھر یہ ہم پر ہوتا ہے کہ ہم اپنی دوستی کو بحال کریں یا پھر ادھورا چھوڑ کر چلے جائیں یہ ہماری دوستی کا امتحان ہوتا ہے۔"اور یہ دونوں اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تھے۔کیونکہ انہوں نے اپنی دوستی کو ادھورا نہیں چھوڑا تھا۔وہ کافی دیر بیٹھ کر باتیں کرتے رہیں تھے اور اب گھر جانے کے لیے نکل پڑے تھے۔

داؤد بھائی ابھی گھر آئے تھے اور ان کے آنے سے پہلے ہی احمد گھر جا چکا تھا۔وہ اندر آتے ہوئے بولیں۔

چڑیا احمد کہاں ہے؟

بھائی وہ تو چلا گیا۔

چلا گیا؟ لیکن اسے تو کوئی کام تھا شاید میں زیادہ لیٹ ہو گیا ہوں۔بھائی پریشانی سے ماتھا مسلتے ہوئے بولے۔

نہیں بھائی وہ کہہ رہا تھا اسے کوئی کام یاد آ گیا ہے وہ پھر آ جائیں گا آپکے پاس۔اب علیزے نے تفصیل سے بتایا۔

او اچھا۔داؤد بھائی کی پریشانی تھوڑی کم ہوئی۔

ویسے بھائی آپ کہاں چلے گئے تھے بتائیں بغیر؟اب جنت سوالیہ نشان بنی کھڑی تھی۔

جی چڑیا وہ آفس سے کال آ گئی تھی بہت ضروری میٹنگ تھی تو جانا پڑا۔داؤد بھائی نے تفصیل سے بتایا۔

اچھا میں چلتی ہوں اب بہت ٹائم ہو گیا ہے بابا بھی انتظار کر رہے ہو گے۔علیزے اپنا پرس سنبھالتے اٹھی۔

چلو علیزے میں تمہیں گھر ڈراپ کر آتا ہوں۔داؤد نے گھڑی پر نگاہ ڈالی جو رات کے پانچ بجا رہی تھی۔

علیزے بھی جنت سے مل کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا بار بار جنت کی باتیں یاد کر رہا تھا۔اس کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔کہ اب وہ کیا کریں؟ایک طرف اس کا گروپ تھااور دوسری طرف پہلی محبت یعنی پروفیشن اور پھر اس کے دوست بھی تو تھے نہ کریزی گروپ اسے بھی تو راضی کرنا تھا۔پھر احمد کے ذہن میں کبھی کی پڑھی پرانی بات آئی۔
کہ جب ہم اللہ کے لیے کچھ چھوڑتے ہیں تو وہ ہمیں ہمیشہ اس سے بڑھ کر ہی "نوازتا ہے"
اور پھر جنت کی باتیں ذہن میں گردش کرنے لگی۔اور وہ ایک نتیجے پر گاڑی کی چابی کر اپنی ہڈی کی کیپ سر پر چڑھا کر اور چشمہ لگا کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

وہ اس وقت ایک پارک میں بیٹھا رات کے پانچ بج رہے تھے اور وہ پارک میں بیٹھا آئسکریم کھا رہا تھا۔اس کے سامنے ہی چھوٹے چھوٹے بچے فٹبال سے کھیل رہے تھے۔ فٹبال کھیلتے بچوں کا فٹبال جب اس کے پاس آکر گرا تو اس نے فٹبال اٹھالیا۔ ایک بچہ اس کے پاس آیا وہ دیکھنے میں کافی صحت مند لگتا تھا۔بچہ یوسف کے پاس آکر بولا۔

انکل ہمارا فٹبال واپس کریں۔

کیوں بے؟اور یہ انکل کسے بولا ہے تم نے؟میں کیا تمہیں بڈھا لگتا ہوں؟۔یوسف نے اسے گھورا۔

آپ کو ہی انکل بولا ہے اور اب ہمارا فٹبال واپس کریں نہیں تو میں اپنی ماما کو آپ کی شکایت لگاؤں گا۔بچہ نے ایک عورت کی طرف اشارہ کیا جو دوسری عورتوں سے بات کرنے میں مصروف تھی۔

اچھا ایک شرط پر دوں گا۔یوسف آنکھوں میں شرارت لے کر بولا۔

کیا شرط؟بچے نے آئبرو آچکائے۔

پہلے ڈانس کر کے دیکھاؤ اور پھر لے جاؤ اپنا فٹبال۔یوسف نے شرط بتائی۔

کیوں آنکل کیا آپ کو خود ڈانس کرنا نہیں آتا جو ہمیں کرنے کا بول رہیں ہیں آپ؟

بچہ آنکھوں میں چمک اور چہرے پر کمال کی معصومیت سجا کر بولا۔

اس کی اس بات پر باقی کے بچے قہقہہ لگا اٹھے جبکہ یوسف کے پیچھے کھڑے عمر نے بڑی مشکل سے اپنا قہقہہ ضبط کیا۔اور بولا۔کیا یار یوسف ہر جگہ تمہیں اپنی بیعزتی کروانا اچھا لگتا ہے کیا؟اب تو بچے بھی تمہاری عزت نہیں کرتے۔عمر آہستہ آواز میں یوسف کے کان میں بولا۔

بچوں کے قہقہے پر اور عمر کی بات پر یوسف کو تو آگ ہی لگ گئی تھی۔

اوئے بچوں بھول جاؤ اپنا فٹبال اور جاؤ گھر جا کر کھیلو۔وہ بچوں کو گھورتا ہوا غصے میں لگ رہا تھا۔جبکہ ان میں سے وہ ہی موٹا بچہ روتا ہوا اپنی ماں کے پاس گیا اور نجانے اپنی ماں کو کیا کیا بول کر ساتھ لا یا تھا جو آتے ہی غصے سے یوسف سے مخاطب ہوئی۔

کیا مسئلہ ہے آپ کو بھائی صاحب کیوں ہمارے بچوں کو تنگ کر رہے ہیں آپ؟

یوسف ان کی پوری بات نظر انداز کر کے صرف بھائی صاحب پر ہی اٹکا پڑا تھا۔وہ کہاں سے انہیں بھائی صاحب لگ رہا تھا۔وہ تو خود آنٹی کہنے کے قابل تھی۔بھائی صاحب لفظ پر یوسف تو صدمے میں ہی چلا گیا تھا۔اور وہی اس کے پیچھے کھڑے عمر نے ایک دفعہ پھر اپنی ہنسی روکی تھی۔

دیکھیں آنٹی جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ یوسف اپنی بات مکمل کرتا وہ عورت بول پڑی۔

آنٹی کسے کہا ہے تم نے؟

آپ کو ہی بولا ہے۔یوسف نے ان کی طرف اشارہ کیا۔

میں تمہیں آنٹی لگتی ہوں کیا؟ وہ غصے سے بولی۔اور یوسف کے پیچھے کھڑا عمر جو پہلے اس ہنگامے کو انجوائے کر رہا تھا بات بڑھتی دیکھ کر جلدی سے آگیا اور یوسف کے راویے کے لیے معذرت کر کے یوسف کو وہاں سے لے گیا۔پیچھے وہ عورت بولتی ہی رہ گئی۔

ویسے مجھے لگتا ہے کہ ہم عورتیں اپنی عزت خود کم کرواتی ہے۔ مطلب جیسے اگر (کوئی لڑکا کسی عورت کو آنٹی بول دیں تو جو سچ میں ہو بھی تو وہ غصہ کر جاتی ہے کیوں؟ ہمارا معاشرہ یہاں کے لوگ بہت برے ہیں تو اگر کوئی آپ کو عزت دے رہا ہے تو آپکو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے لڑنا نہیں چاہیے۔ ہاں لیکن اگر کوئی لڑکا کسی لڑکی کا مزاح بنانے کے لیے اسے آنٹی بولیں تو اس کا منہ توڑنا بنتا ہے۔ لیکن آپ تو ان کا بھی منہ توڑ دیتے ہو جو عزت دیتے ہیں اور پھر ہمیں معاشرے میں عزت چاہیے بھی۔ آپ تو اس وقت بول دیتے ہو کہ ہمیں باجی مت بولو باجی نہیں لگتی تمہاری فلاں فلاں لیکن کیا آپ کو پتہ ہے وہ لوگ بعد میں کیا کرتے ہیں؟ وہ آدمی بعد میں آپ کا مزاح بناتے ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ عورت کو عزت راس نہیں آتی۔ سو پلیز دیہان رکھا کریں۔ باقی یہ صرف میری رائے ہے اپنی رائے کا آپ لوگ کمنٹس میں اظہار کیجیے۔)

یار یوسف تو پاگل ہے کیا؟ بچوں سے بھی پنگا لے لیتا ہے۔ عمراب خفگی سے بولا۔

نہیں میں ناویسے صیح کہتاہوں دنیامیں "میں" کہیں بھی چلاجاؤمیری کوئی عزت نہیں ہے۔گھر کے ملازموں کی بھی مجھ سے زیادہ عزت ہے پر میری نہیں۔یوسف بھی خفگی سے بولا۔

تیرے کرتوت ہی ایسے ہیں۔عمر نے اسے چھیڑا۔

.یوسف کے تاثرات دیکھ کر وہ ہنس پڑاجواسے ایسے دیکھ رہاتھاجیسے ابھی کچاچباجائے

نتاشااپنے کمرے میں بیٹھی تھی اورابھی بھی اسامہ کوہی سوچ رہی تھی۔جب وہ اچانک کچھ سوچ کر علی کے کمرے میں چلی گئی۔علی جو بیٹھاکورین ڈرامادیکھ رہاتھا اس کی آمد سے رج کے بدمزہ ہوا۔جو ہمیشہ غلط ٹائم پرہی ٹپک پڑتی تھی۔وہ آکے بڑے آرام سے علی کے ساتھ بیٹھ گئی۔جبکہ علی کواسے ایسے پنگالیے بغیر معصومیت سے بیٹھ جانے پر دال میں کچھ کالالگا۔

اسی لیے آئبرو آچکاکراسے دیکھا۔جیسے پوچھ رہاہوکہ کیامسئلہ ہے؟

کچھ نہیں بس سوچا تھوڑا سا ٹائم اپنے پیارے سے بھائی کے ساتھ سپینڈ کر لوں۔وہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر میٹھے لہجے میں بولی۔

خیریت آج کیا زیادہ سویٹس کھالی ہے تم نے کھانے میں جو اتنا پیار سے بول رہی ہو؟علی مشکوک ہوا۔

نہیں یار کیا سویٹس کھائے بغیر میں اپنے پیارے سے بھائی سے پیار سے بات نہیں کر سکتی؟وہ اسکا گال کھینچ کر بولی۔

بہن جو بھی کام ہے سیدھا سیدھا بولو زیادہ مکھن مت لگاؤ میں بریڈ نہیں ہوں تمہارا جسے مکھن لگائے جا رہی ہو۔علی اس سے دور ہوتے ہوئے بولا۔

اچھا تو مجھے کہنا تھا تھوڑی دیر کے لیے اپنا موبائل دو دوست سے بات کرنی ہے مجھے میرا موبائل ڈیڈ ہو گیا ہے۔وہ کام کی بات پر آئی۔

نہیں بلکل بھی نہیں۔علی نے جھٹ سے ٹیبل پر رکھے اپنے موبائل پر گرفت مضبوط کی۔

یار پلیز بس تھوڑی سی دیر کے لیے چاہیئے۔وہ اب اس کے آگے ہاتھ جوڑ گئی تھی۔

نہیں دے رہا میں تمہاری تھوڑی سی دیر بھی دو تین گھنٹے کے برابر ہوتی ہے۔ نا بابا نا بھول جاؤ۔ اس نے نتاشا کو صاف ہری جھنڈی دکھائی۔

کوئی سانس لینا بھی بھول سکتا ہے؟" وہ سنجیدگی سے بولی۔"

ائے کوپی کیٹ یہ لائنز تو سالار کی ہے مطلب تم ناول پڑھتی ہو؟ وہ خوشگوار حیرت میں گیرڑھ کر بولا کہ شاید اس کی بہن ناولز پڑھ کر ہی اسلام میں دلچسپی لینا شروع کر دے۔

نہیں تو یہ تو لائنز دیکھی تھی میں نے انسٹا پر اچھی لگی تو بول دی۔ وہ اس کی خوشی ہوا کرتے ہوئے بولی۔

اچھا! میں بھی نجانے کیا کیا سوچ رہا تھا۔ وہ اداس ہوا۔

کیا سوچ رہے تھے تم؟ اپنے ارادے کے مطابق نتاشا علی کو باتوں میں لگا کر اس کا دیہان موبائل پر سے ہٹا گئی تھی۔ اور موبائل پر علی کی گرفت کمزور ہوتے ہی وہ بھاگی اور پھر دروازے پر روک اس کے ہاتھ سے موبائل کھینچ کر دروازے تک کر بولی۔

اب سوچتے رہو میرے بھائی جو سوچ رہے تھے۔اور پھر اسے زبان دیکھا کر بھاگ گئی۔پہلے تو علی کو کچھ سمجھ نہیں آیا لیکن جب سمجھ آیا تو وہ اس کے پیچھے بھاگا۔لیکن تب تک وہ اپنے کمرے میں جا کر دروازہ بند کر چکی تھی۔اور بیچارہ علی چیختا اور دروازہ بجاتا ہی رہ گیا۔

احمد اب اپنے گروپ کے سامنے بیٹھا تھا۔ان سے بات کر رہا تھا۔انہیں بتا رہا تھا کہ وہ کس اضطراب کا شکار ہے اور احمد کی باتوں اور خاص طور پر قرآن کا حوالہ دے کر سمجھانے سے وہ لوگ سمجھ گئے تھے۔اور یہ پہلی دفعہ ہوا تھا کہ وہ چھے ایک ساتھ بیٹھ کر اپنے نئے گانے، میوزک اور ڈانس سٹیپ کے علاوہ اسلام کے بارے میں بات کر رہیں تھے۔موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں سوچ رہیں تھے۔چھے یعنی کہ احمد،اسامہ، عثمان،اسحاق، حمزہ اور ہارون تھے۔

وہ مسلمان تو تھے پر اسلام سے بہت دور تھے آج احمد کی باتوں سے انہوں نے اپنے دنیا میں آنے کے مقصد کے بارے میں سوچا جسے وہ بھول چکے تھے۔وہ سچ میں

خوفزدہ ہوگئے تھے کہ کیا ہوا اگر ابھی انکی کام نکل جائیں۔؟اس لیے انہوں نے ایک لمحہ ذائع کیے بغیر فیصلہ کر لیا تھا کہ انہیں اب یہ کام نہیں کرنا ہے لیکن اس سے پہلے وہ اپنے لیے ایک الگ کام ڈھونڈ لینا چاہتے تھے۔اور اب ان کی مدد صرف ایک ہی انسان کر سکتا تھا۔ جسے وہ اچھی طرح سے جانتے تھے۔اب وقت تھا اپنی کی گئی غلطیوں کو سدھارنے کا۔ لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا یہ ایک فیصلہ ان کے لیے کتنی مشکلات کھڑی کر سکتا ہے؟ ویسے جب اللہ کے لیے کچھ کیا جاتا ہے تو پھر مشکلات کی پرواہ کسے ہوتی ہے؟ پھر تو صرف اللہ ہوتا ہے انسان ہوتا ہے اور راہِ سکون ہوتا ہے۔

جاری ہے۔